رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء

غیرت ایمانی

یہ اس خطبہ کا مضمون ہے جو ہماری محسن و مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے کسی زبردست تحریک پر ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ میں پنجابی بولی میں بیان فرمایا تھا۔ چونکہ یہ مضمون اپنی اہمیت اور ضرورت کے لحاظ سے شائع ہونا لازم تھا لہذا ہم نے اس کو ساتھ ساتھ اردو زبان میں لکھ لیا اور پھر حضرت مولانا صاحب کی نظر ثانی کے بعد آج درج کیا جاتا ہے۔

ہم کو امید ہے کہ جس غرض اور منشا کے لئے مولوی صاحب نے اس کو بیان فرمایا تھا۔ وہ اس اشاعت سے اور بھی وسعت کے ساتھ پوری ہو سکے گی انشاء اللہ تعالے۔ (ایڈیٹر)

میں آج اپنے دوستوں کو چند باتیں سنانی چاہتا ہوں۔ امید ہے وہ دھیان اور فکر سے سنیں گے۔ اور جو موجود نہیں ہیں انکو سنا دیں گے۔

میرے عزیزو!

یاد رکھو اللہ تعالے انسان کی ایک حالت کو پیار کرتا ہے۔ اگر وہ حالت اس کی نہ ہو اور وہ نقطہ اس کے دل میں نہ ہو تو اگر خواہ سیکڑوں ہی باتیں اس میں موجود ہوں وہ اللہ تعالے کی قبولیت اور رضا کو من کل الوجوہ حاصل نہیں کر سکتیں۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اگر وہ خاص بات جس کا میں ابھی ذکر کرونگا اس میں نہ ہو تو مجھے اندیشہ ہی ہے کہ دوسری سعادت اور خدا ترسی کی باتوں سے اُسے بہرہ ملے۔ پھر وہ بات جو خدا تعالے کی رضا کو پیدا کرتی ہے کیا ہے؟ وہ

غیرت ایمانی ہے

اگر کسی میں سو خوبی ہو۔ نماز روزہ کا پابند بھی ہو دوسری نیکی کے کام بھی کرتا ہو لیکن اگر یہ سعادت اس کو حاصل نہیں تو کچھ بھی نہیں اور دوسرے تمام اعمال بجز اس کے کچھ بھی نہیں ہوں گے کہ رسم و عادت کے طور پر وہ کرتا ہے کہ اس لذت و سرور سے جو ایک غیور مومن ان میں پاتا ہے۔ پس وہ چیز جو خدا کی نظر میں مقبول اور پسندیدہ ہے اور جو انسان کو سچی عبودیت کا شرف دیتی ہے غیرت ایمانی ہے اور غیرت ایمانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے جن چیزوں کو پیار کرتا ہے ان سے پیار ہو اسکا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جن باتوں کو عزیز رکھتا ہے ان سے محبت ہو کتاب اللہ پر عمل ہو اور اس کے خلاف سے بے حد نفرت اور بیزاری ہو۔ دیکھو اگر کوئی آدمی کسی کے باپ یا ماں پر تہمت رکھے

یا بہن یا بیوی پر حرف رکھے تو کیا کشادہ پیشانی اور خوشی کے ساتھ اُس سے ملنا وہ پسند کرے گا؟ ہرگز نہین۔ یہ غیرت مادی اشیا کی نسبت ہے ایمانی چیزون کی نسبت اس سے بدرجہا زیادہ غیرت ہونی چاہئے اگر کہین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہوتی ہو اور خدا اور اُس کی پاک کتاب سے ہنسی ہوتی ہو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو جب تک اُس مکان سے جہان ایسی باتین ہون اور اُس ناپاک منہ سے جس سے ایسی گستاخانہ باتین نکلتی ہون پوری بیزاری اور کامل نفرت نہو ایمان کی تکمیل نہین ہوسکتی؟

کس قدر تعجب اور شرم کی بات ہی کہ ہم اپنے رشتہ دارون کی نسبت ذرا بھی ہتک آمیز لفظ سننا گوارا نہین کرسکتے۔ مگر اللہ اور اُس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تضحیک سنتے ہوئے ہماری پیشانی پر شکن تک نہ پڑے اور پھر مومن کے مومن اور مسلمان کے مسلمان بنے رہین۔ سوچو! اور پھر سوچو!! میرا یہ منشا نہین کہ ایسے لوگون سے جھگڑا اور فساد کرو۔ ہرگز ہرگز نہین قرآن کریم اور اسلام کا یہ منشا نہین۔ اعرض عن اللغو مومن کی شان ہے۔ بیزاری اور نفرت سے یہ مراد ہے کہ ایسے مواقع ومجالس اور ایسے اشخاص کی مخالطت اور اُن کو قلوب مین وقعت دینے سے کلی پرہیز کرو ایسے مکان اور ایسے انسان سے تعلق رکھکر اگر چاہو کہ خدا تعالے کے حضور سچا ایمان لے کر جاؤ ممکن نہین روح سے پاک توفیق چھین جائے گی۔ یاد رکھو مین بڑے درد دل کے ساتھ کہتا ہون کہ ایسا انسان سعادت اور رشد کی ادنےٰ سی بات پر بھی رفتہ رفتہ کاربند نہ ہوسکے گا۔ اور اندیشہ ہے کہ اُسکا ایمان نفاق سے نہ بدل جائے مومن کامل ہان غیور مومن اُسی وقت ہوگا جب کہ اُس کو عدو اللہ اور عدو الرسول سے پوری بیزاری ہو سنو! خدا کی عزیز اور حکیم کتاب اس بارہ مین کیا فتویٰ دیتی ہے فمن یومن باللہ ویکفر بالطاغوت فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا الخ آیۃ یعنی جب تک انسان کا ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت پکا اور کامل نہ ہو اُسے حبل اللہ ل نہین سکتی یعنی جیسے ایکطرف اللہ تعالے سے اس کا پختہ رابطہ ہی اُس کے غیر سے یعنی اُس کی نواہی اور مرتکبان نواہی سے کلی بیزاری اور تنفر ہے۔ بعض آدمی ہین جو طبعًا زنا۔ شراب اور فسق و فجور کے خود مرتکب نہین مگر باایہمہ شراب خوار یا زناکار کو بُرا نہین جانتے اگر کوئی بھلا آدمی ملے تو بھی خیر اور اگر کوئی عیاش اوباش ملجاوے تو بہتر۔ غرض اپنے منہ سے آپ کو صلح کل اور ہردل عزیز کہتے ہین اور اپنے مشرب کی خوبی مین کہتے ہین۔

با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔ ایسے شریر صلح کل نہین ہوتے اور نہین ہوسکتے۔ ایک میان مین دو تلوارین سما نہین سکتین۔ ظلمت اور نور یکجا اکٹھے نہین ہوسکتے۔ مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ ہو نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی خدا تعالے اور اس کے پاک رسول اور اُس کی مجید کتاب سے دوستی اور سچا پیار بھی رکھے اور اُس کے دشمنون سے بھی پیار کرے۔

میرے عزیزو!

جو یہان موجود ہو اور جو یہان موجود نہین وہ دوسرون کو سنا دین کہ خدا ایک بات چاہتا ہے اور اگر وہ بات نہین تو ساری محنتین اور کوششین رایگان جانے کا اندیشہ ہے اور یہ وہی غیرت ایمانی ہے جسکا مین ذکر کر رہا ہون۔

اس زمانہ مین

جہان طرح طرح کی احد بیحیائیان اور بے غیرتیان ہر قسم کے فسق و فجور ہو رہے ہین اس کے ساتھ ساتھ ایمانی غیرت بھی بہت کم ہو رہی ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ برادریون کے لحاظ سے دنیا داری اور ظاہر داری کے خیال سے شریعت اور شریعت کے حامیون کے ہتک اور تضحیک کی بھی پروا نہین کی جاتی۔

اس مسجد مین بہت سے لوگ ہین جو نمازین پڑھتے ہین اگر یہان نہین تو کسی اور مسجد مین مگر ساتھ ہی سچی غیرت اور ایمانی غیرت۔ اللہ اور اُس کے رسول کے لئے اُن کے دشمنون سے نفرت اور بیزاری اُن مین نہین ہے۔ وہ اُن لوگون کے پاس جاکر بیٹھتے ہین جو خدا اور رسول کی باتون پر ہنسی اُڑاتے اور بُری باتون سے اُن کو تشبیہ دیتے ہین اُس وقت وہ بھی اُن کے سامنے بیٹھے سنتے اور ہنستے ہین۔ کیا یہ ایمان ہے؟ کیا یہی اسلام ہے۔ ہم مین تب سمجھون کہ اگر اُن کی مان بہن کو وہان گندی گالی دی جاوے اور نہایت بیباکی اور خباثت سے انکا ذکر کیا جاوے اور وہ پھر بھی وہان بیٹھے ہوے ہان مین ہان ملاتے رہین۔ خدا کے لئے سوچو! اور بتلاؤ کہ کیا اگر کوئی تمھاری مان بہن کو گالی دے تم پھر بھی اُن سے خندہ رو مل سکتے ہو؟ یقینًا کوئی باحیا اور غیرت مند شریف ایسا نہ کرے گا پھر تم ہی بتلاؤ۔ اگر کوئی ناپاک فطرۃ دہریہ بیدین خدا کے برگزیدون کو معاذ اللہ کتون سے تشبیہ دے۔ اگر تم مین بے ایمانی کی

رگ اور کفر کی بو نہین تو پھر ایسے لوگون سے اختلاط کیون ہے؟

مین قسم کھا کر کہتا ہون اُس ذات پاک کی جس نے حضور مرنے کے بعد جانا ہے۔ کُتّے کے مُنہ سے مُنہ لگانا آسان۔ چند ایبون کی رال اور رینٹ چاٹنا آسان۔ کسی متعفن سے متعفن اور گھنونی سے گھنونی چیز کا اُٹھا لینا آسان۔ مگر مشکل اور بدتر ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول اور اُس کی پاک کتاب کے دشمن کے مُنہ سے کچھ سُننا اور اُس کے ساتھ مل مل کر بیٹھنا اور اُس کے ناپاک سہانس سے متاثر ہونا ایسا انسان مجذوم سے بدتر اور کُتّے اور مردار سے پلیدتر اور ناپاک تر ہے۔

اللہ اللہ سوچو تو سہی وہ کیا بات ہے جسنے ایک کنجر کو کنجر بنا دیا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے ایک خانگی کو خانگی بنا دیا اور وہ اپنی شرم گاہ کو ہر ایک راہ چلتے ہوئے کے آگے چند پیسون پر رکھنے کو طیار ہوگئی۔ یہ وہی بے غیرتی اور حیا سوزی ہے جو ابتدا مین قلیل تھی مگر آخر مین نوبت بدین جا رسید۔

پس یاد رکھو جس دل مین اللہ کی عزت اور اُس کے دین اور شریعت کی عزت نہین وہ دل کنجری اور خانگی ہے اور مین خدا سے پناہ چاہتا ہون کہ ایسا بے عزت اور بے حیا دل ہماری جماعت کے کسی فرد کے سینہ مین ہو۔

میرے دوستو! دل کے کانون سے سنو اور نہ صرف سنو

بلکہ

ایسا غیور دل اور غیور روح پیدا کرو کہ خدا اور اُس کے پاک دین کے خلاف سُننے کی تم مین برداشت اور تحمل نہ ہو۔ اور تمھاری پیشانیون پر

عزت مند مومن

لکھا ہوا ہو۔ اور ایک چمکتا ہوا نور کا شعلہ ہو جو ایسے حیا سوز لوگون کو اپنے پاس

سیاہ کردے۔

یاد رکھو

کہ وہ مجلس جہان تمھارے پاک و برگزیدہ امام (علیہ افضل التحیات والسلام) کو بُرا کہا جاوے وہان مت جاؤ۔ ورنہ بے عزت ہو جاوگے وہ دل اور بے حیا ہو جاوے گی وہ روح جو ایسی باتین سُننے کا نام تحمل رکھے گی۔ تم خوب جانتے ہو کہ ہر فعل کا پھل ہوتا ہے۔ بیغیرتی کا پھل بہری (برص) کی طرح تمام روح کو گھیر لیتی ہے۔

تم جو عزت مند کے مطیع اور متبع اور مرید ہو عزت مند بنو۔ اُس کی عزت کا اندازہ کرو۔ برادری سے قطع تعلق کر لیا؟ کیون۔ عزت ایمانی کا تقاضا یہی تھا؟ بیٹون کی پروا نہین کی کیون؟ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتون پر ہنسی اُڑانے والون کی مکروہ آواز سُننے کی برداشت نہ تھی۔ اس سے بڑھکر کیا عزت ہوگی۔

تم اُن کے مرید ہو پس ایسے ہی غیور بنو۔

تم جو اس پاک جماعت مین داخل ہوچکے ہو

یاد رکھو!

کبھی اُس شخص کے پیچھے نماز مت پڑھو جو خدا تعالے کے اس برگزیدہ بندہ اور منتخب امام کو اس کو جسے

خاتم النبیین ﷺ نے سلام

اور جسے خود خدا نے چنا اور اپنے ہاتھ سے مسح کیا بُرا کہتا۔ بُرا جانتا یا مداہن ہو۔ یا جہان اُس خلیفۃ اللہ کے خلاف باتین ہوتی ہون جو خدا کی توحید اور جلال اُس کے رسول کی عزت اور عظمت کو قائم کرنے کے لئے اس فسق و فجور کی تیرہ و تار رات مین بدر کامل کی طرح چودھوین صدی کا امام ہو کر آیا ہے۔

سیاہ ہو وہ مُنہ جس مین اسکا شکوہ اور گلہ ہو۔

اور کٹ جائے وہ جیبھ جو اس کی عیب چینی کرتی ہو۔

بالآخر مین پھر کہتا ہون۔ کہ تم اپنے اعمال و افعال سے دکھا دو کہ تم غیور مومن ہو۔

تمھاری نماز اپنی جماعت کے ساتھ درست ہو سکتی ہے اور کسی کے پیچھے نہین ہوتی۔ اگر اپنے احباب نہین کچھ پرواہ نہین اکیلے پڑھو۔ مگر نور کے اعدا اور خلیفۃ اللہ کے مخالفون کی اقتدا ہرگز ہرگز نہ کرو۔

خدا تعالے مجھے اور میرے سارے دوستون کو جو حاضر و غائب ہین غیور مومن بناوے آمین۔

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو پڑھا۔

سُوْرَۃُ الدَّھْر کا پہلا رکوع

یہ ایک سورہ شریف ہے جو جمعہ کے دن فجر کی نماز کی دوسری رکعت مین پڑھی جاتی ہے۔

اللہ تعالے اس مین اوّل اپنے اُن احسانات کا تذکرہ فرماتا ہے جو مولیٰ کریم نے انسان پر کئے ہین۔ اس تذکرہ کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کی فطرۃ اچھی ہو اور وہ سعادت مند ہو۔ فہیم ہو عقل کی مار اُس پر نہ پڑی ہو تو یہ بات ایسے انسان کی سرشت مین موجود ہے کہ جو کوئی اس پر احسان کرے تو محسن کی محبت طبعًا انسان کے دل مین پیدا ہوتی ہے۔ اسی طبعی تقاضائے فطرۃ کی طرف ہمارے سید و مولے محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایما کرکے ارشاد فرمایا ہے

جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا یعنی انسانی سرشت مین یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اسی قاعدہ اور تقاضاء فطرۃ کی وجہ سے اللہ نے قرآن کریم مین یہ طرز بھی اختیار کیا ہے کہ سعادت مندون کو اپنے احسان و انعام یاد دلاتا ہے کہ وہ محبت الٰہی ترقی دیکر کے سعادت حاصل کرین اندرونی اور بیرونی انعامات پر غور کرین اور سوچین تا انکی جناب الٰہی سے محبت ترقی کرے پھر یہ بات بھی انسان کی فطرۃ مین ہی کہ جب انسان کسی سے محبت بڑھا لیتا ہے تو محبوب کی رضامندی کے لئے اپنا وقت اپنا مال اپنی عزت وآبرو غرض ہر عزیز سے عزیز چیز کو خرچ کرنے پر طیار ہوجاتا ہے پس جب خدا تعالےٰ کے احسانات اور انعامات کے مطالعہ کی عادت پڑ جاوے تو اسے اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا ہوگی اور روز بروز محبت بڑھے گی۔ اور جب محبت بڑھ گئی تو وہ اپنی تمام خواہشون کو رضاء الٰہی کے لئے متوجہ کرسکے گا اور اس رضاء الٰہی کو ہر چیز پر مقدم سمجھ لے گا۔

دیکھو سب سے بڑا اور عظیم الشان احسان جو ہم پر کیا وہ یہ ہی کہ ہمکو پیدا کیا۔ اگر کوئی دوست مدد دیتا ہے تو ہمارے پیدا ہونے اور موجود ہونے کے بعد اگر کوئی بھلی راہ بتلا سکتا ہے یا علم پڑھا سکتا ہے مال دے سکتا ہے غرض کہ کسی قسم کی مدد دیتا ہے تو پہلے ہمارا اور اس چیز کا اور دینے والے کا وجود ہوتا ہے تب جا کر وہ مدد دینے والے مدد دینے کے قابل ہوتا ہے۔ غرض تمام انعامون کے حاصل کرنے سے پیشتر جو کسی غیر سے ہون پہلا اور عظیم الشان احسان خدا تعالےٰ کا یہ ہے جس نے ہم کو اور اس چیز کو جس سے ہمین راحت پہونچی اور جس نے ہمین راحت پہنچائی اس کو وجود عطا کیا پھر صحت و تندرستی عطا کی اگر ذرا بھی بیماری ہوجاوے تو تمام راحت رسان چیزین بھی راحت رسان نہین رہتین۔ دانت درد کرے تو اس کا نکالنا پسند ہو جاتا ہے آنکھ دُکھ دینے کا باعث بن جاوے تو گا ہے اس کا نکالنا ہی پڑتا ہے۔

برادران جب بیماری لاحق ہوتی ہے تب پتہ لگتا ہے۔ کہ صحت کیسا انعام تھا۔ اس صحت کے حاصل کرنے کو دیکھو کس قدر مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ طبیبون کی خوشامد۔ دعا والون تعویذ ٹوٹکے والون کی منتین غرض قسم قسم کے لوگون کے پاس جنسے کچھ بھی امید ہوسکتی ہے انسان جاتا ہے۔ دواؤن کے خرید کرنے مین کتنا ہی روپیہ خرچ کرنا پڑے بلا دریغ خرچ کرتا ہے۔ ایک آدمی مرنے لگتا ہے تو کہتے ہین دو باتین کرا دو خواہ کچھ ہی لے لو۔ حالانکہ اس نے لاکھون باتین کین۔

چونکہ ان لوگون کو جو احسانات کا مطالعہ نہین کرتے خبر بھی نہ تھی غرض یہ سب انعامات جو ہم پر ہوئے ہین ان مین سے اول اور بزرگ ترین انعام وجود کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے پس اس سورہ شریفہ مین اول اسی کا ذکر فرمایا۔+

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا

انسان پر کچھ زمانہ ایسا بھی گذرا ہے یا نہین؟ کہ یہ موجود نہ تھا۔

میری حالت کو دیکھو اس وقت مین کھڑا بول رہا ہون مگر کیا کوئی تبلا سکتا ہے کہ سواسی برس پیشتر مین کہان تھا؟ اور میرا کیا مذکور تھا۔ کوئی نہین تبلا سکتا یہ جناب الٰہی کا فیضان ہے کہ ایک ذرا سی چیز سے انسان کیسا بنا دیا چنانچہ فرماتا ہے

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ۔ ہم نے انسان کو نطفہ سے بنایا نطفہ مین صدہا چیزین ایسی ہین جنسے انسان بنتا ہے۔

عام طور پر ہم لوگ اُن کو دیکھ نہین سکتے کوئی بڑی اعلیٰ درجہ کی خوردبین ہو تو اُس کے ذریعہ سے وہ نظر آتے ہین پھر بتلایا کہ پہلا انعام تو عطاء وجود تھا یہ انعام کیا فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا خدا ہی کا فضل تھا کہ کان دئے۔ آنکھین دین اور سنتا دیکھتا بنا دیا۔

سارے کمالات اور علوم کا پتہ کان سے لگ سکتا ہے یا نظارۂ قدرت کو دیکھکر انسان باخبر ہوسکتا ہے۔ یہ عظیم الشان عطیے بھی کس کی جناب سے ملے؟ مولیٰ کریم ہی کی حضور سے ملے۔ آنکھین ہین تو نظارۂ قدرت کو دیکھتی ہین۔ خدا کے پاک بندون اس کے پاک صحیفون کو دیکھکر حظ اُٹھا ئین۔ کان کے عطیہ کے ساتھ زبان کا عطیہ بھی آگیا۔ کیونکہ کان اگر نہ ہون تو زبان پہلے چھن جاتی ہے۔ اب اگر ان مین سے کوئی نعمت چھن جاوے تو پتہ لگتا ہے کہ کیسی نعمت جاتی رہی۔ آنکھ بڑی نعمت ہے یا کان بڑی دولت ہے ان عطیون مین کوئی بیماری یا روگ لگجاوے تو اس ذرا سی نقصان کی اصلاح کے لئے کس قدر روپیہ۔ وقت خرچ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ صحیح سالم عمدہ بے عیب۔ بے روگ عطیہ اس مولیٰ کریم نے مفت بے مزد عنایت فرمائے ہین۔ یون نظر اُٹھاتے ہین تو وہ عجیب در عجیب تماشا ہائے قدرت دیکھتے ہوئے آسمان تک چلی جاتی ہے ادھر نظر اُٹھاتے ہین تو خوش کن نظارے دیکھتی ہوئی افق سے پار جا نکلتی ہے کان کہین کہین دلکش آوازین سن رہے ہین کہین معارف و حقایق تیدت کی داستان سے حظ اُٹھاتے ہین۔ کہین روحانی عالم کی باتون سے لطف اُٹھا رہے ہین۔ بیشک یہ مولیٰ کریم ہی کا

+نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

فضل اور احسان ہے کہ ایسے انعام کرتا ہے۔ پیدا کرتا ہے اور پھر ایسی ایسی بہا نعمتیں عطا کرتا ہے کسی کی ماں۔ کسی کا دوست۔ کسی کا باپ وہ نعمتیں نہیں دے سکتا جو خدا تعالیٰ نے دی ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں فرمائی إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ ہم نے انسان کو ایک راہ بتلائی۔ یہی ایک مسئلہ ہے جو بڑا ضروری تھا۔ ہم پیدا ہوئے سب کچھ ملا مگر کوئی کتنی کوششیں کرے۔ ہمیشہ کے لئے نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا سارے انبیاء و رسل تمام اولیاء و کبراء ملت تمام مدبر اور بڑے بڑے آدمی سب کے سب چل دیے۔ پس کوئی ایسا انعام ہو جو ابد الآباد راحت اور سرور کا موجب ہو۔ اس کے لئے فرمایا اناهدیناه السبیل ہم نے ایک راہ بتلائی اگر اس پر چلے تو ابد الآباد کی راحت پا سکتا اس پاک راہ کی تعلیم ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی معرفت ہوئی ہے۔

گو خود فطرت انسانی میں اس کے نقوش موجود ہیں۔ بہت مدت گذری جب کہ دنیا میں ایک عظیم الشان انسان اس پاک راہ کی ہدایت کے لئے آیا جس کا نام آدم علیہ السلام تھا۔ پھر نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام آئے اور ان کے درمیان ہزاروں ہزار مامور من اللہ دنیا کی ہدایت کو آئے۔ اور ان سب کے بعد میں ہمارے سید و مولیٰ سید ولد آدم فخر الاولین والآخرین افضل الرسل و خاتم النبیین حضرت محمد رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پھر کیسی رہنمائی فرمائی کہ ان کے ہی نمونہ پر ہمیشہ خلفاء امت کو بھیجتا رہا حتیٰ کہ ہمارے اس مبارک زمانہ میں بھی ایک امام اس ہدایت کے بتلانے کے لیے مبعوث فرمایا۔ اور اس کو اور اس کے اقبال کو تائیدات عقلیہ اور نقلیہ و آیات ارضیہ و سماویہ

سے مؤید فرما کر روز بروز ترقی عطا کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ کس طرح الٰہی اقتدار کے ساتھ انسان کی حفاظت کرتا ہے اور کس طرح آئے دن اس کے اعداء نیچا دیکھتے ہیں والحمد للہ رب العلمین

ہاں تو پھر خدا کی ایک ممتاز جماعت ہمیشہ اپنے اقوال سے اس راہ کو بتلاتی اور اپنے اعمال سے نمونہ دکھلاتی ہیں۔ جس سے ابدی آرام عطا ہو۔ پھر دیکھو کہ انعام الٰہی تو ہوتے ہیں مگر ان انعامات کو دیکھنے والے دو گروہ ہوتے ہیں إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان ہدایات کی قدر کرتے ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں جو قدر نہیں کرتے ہیں۔ اور ان دستوروں پر عمل درآمد نہیں دکھاتے۔ ہمیشہ سے یہی طریق رہا ہے ایک گروہ جو سعادتمندوں کا گروہ ہوتا ہے ان پاک راہوں کی قدر کرتا ہے اور اپنے عمل درآمد سے بتلا دیتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اس راہ کے چلنے والے اور اس راہ کے ساتھ پیار کرنے والے ہیں اور دوسرے اپنے انکار سے بتلا دیتے ہیں کہ وہ قدر نہیں کرتے۔ قرآن شریف جب آیا۔ اور ہمارے سید و مولیٰ رسول اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم اور پھر اپنے کامل اور پاک نمونہ سے ہدایت کی راہ بتلائی۔ بہت سے نابکار سعادت کے دشمن انکار اور مخالفت پر تل پڑے اور جو سعادت مند تھے وہ اس پر عمل کرنے کے لئے نکلے اور دنیا کے سرمایہ فخر و سعادت اور راحت و آرام ہوئے اور ان کے دشمن خائب و خاسر اور ہلاک ہوئے آخر وہ سعادت کا زمانہ گذر گیا۔ دور کی باتیں کیا سناؤں۔ گھر کی اور آج کی بات کہتا ہوں۔ اب بھی اسی نمونہ پر ایک وقت لایا گیا اور وہی قرآن شریف پیش کیا گیا ہے۔ مگر سعادتمندوں نے قدر کی اور ناعاقبت اندیش نابکاروں نے ناشکری اور مخالفت۔

مگر نادان انسان کیا یہ سمجھتے ہیں کہ انعام الٰہی کی ناقدری کرنے سے ہم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی ان کا یہ خیال غلط ہے دنیوی حکومت میں ہم دیکھتے ہیں کہ کسی حاکم کا حکم آجاوے اور پھر رعایا اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو سزایاب ہوتی ہے۔ نہ ماننے والوں کا آرام رنج سے اور ان کی عزت ذلت سے متبدل ہو جاتی ہے۔ پھر اگر کوئی احکم الحاکمین کی بتائی راہ اپنا دستور العمل نہ بناوے تو کیونکر دکھوں اور ذلتوں سے بچ سکتا ہے۔

یاد رکھو کہ حکم حاکم کی نافرمانی حسب حیثیت حاکم ہوا کرتی ہے یہ ذلت بھی اسی قدر ہوگی جس قدر کہ حاکم کے اختیارات ہیں۔

دنیا کے حاکم جو محدود حکومت رکھتے ہیں ان کی نافرمانی کی ذلت بھی محدود ہی ہے مگر خدا تعالیٰ جو غیر محدود اختیارات رکھتا ہے اس کے حکم کی خلاف ورزی میں ذلت بھی طویل ہوگی۔ گو یہ سچ ہے کہ سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے مگر جیسی کہ اس کی طاقتیں وسیع ہیں اسی اندازہ سے نافرمان کی ذلت بھی ہونی چاہیئے اور ہوگی ہاں بہت سی سزائیں ایسی ہیں کہ انسان انکو دیکھتا ہے اور بہت سی سزائیں ہیں کہ انکو نہیں دیکھ سکتے تو غرض یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ خدا کے قانون اور حکم کی اگر پرواہ نہ کریں گے تو کیا نقصان ہے ہاں نہیں نہیں خبردار ہو جاؤ۔ مولیٰ فرماتا ہے إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَ وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا۔ منکر کو تین قسم کی سزا دیں گے۔

ہر ایک انسان کا جی چاہتا ہے کہ میں آزاد رہوں جہاں میری خواہش ہو وہاں پہنچ سکوں پھر چاہتا ہے کہ جہاں چاہوں حسب خواہش نظارہ ہائے مطلوبہ دیکھوں اور آخر جی کو خوش کروں۔ کہیں جانا پڑے تو جاؤں اور کہیں سے بھاگنا پڑے تو وہاں سے بھاگوں اور کسی چیز کو دیکھنا پڑے تو اسے دیکھوں

نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

بہرحال اپنا دل ٹھنڈا رکھون۔
پس یہ تین عظیم الشان امور ہین۔ اگر کہین جاتا ہے تو منشا ہے کہ دل خوش ہو۔ کسی کو دیکھتا ہے تو اس لئے کہ جان کو راحت ملے۔ نتیجہ بہرحال دل کی خوشی ہے مگر جب انسان خدا تعالے کی نعمتون کا کفر کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان نعمتون سے محروم ہو جاتا ہے۔
خدا تعالی نے اولاً تین ہی نعمتون کا ذکر کیا ہے عطاء وجود۔ عطاء سمع۔ عطاء بصر۔ ان نعمتون سے اگر کوئی جاتی رہے تو کیا سچی خوشی اور حقیقی راحت مل سکتی ہے کبھی نہین۔ پھر خاص الخاص نعمت جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ملی ہے اس کے انکار سے کب راحت پا سکتا ہے؟۔
قانون الٰہی اور شریعت خدا وندی کو توڑتا ہے کہ راحت ملے؟ مگر راحت کہان؟ دیکھلو ایک نابکار انسان حدود اللہ کو توڑ کر زنا کا ارتکاب کرتا ہے کہ اسے لذت و سرور ملے مگر نتیجہ کیا ہے کہ اگر آتشک اور سوزاک مین مثلاً مبتلا ہوگیا۔ تو بجائے اس کے جسم کو راحت و آرام پہونچاوے۔ دل کو سوزش اور بدن کو جلن نصیب ہوتی ہے قانون الٰہی کو توڑنے والے کو راحت کہان۔؟ پھر اس کے لئے انا اعتدنا للکفرین الی الآیہ یعنی منکر انسان کے لئے کیا ہوتا ہے۔ پاؤن مین زنجیر ہوتی۔ گردن مین طوق ہوتا ہے جسکے باعث انواع و اقسام راحت و آرام سے محروم ہو جاتا ہے دل مین ایک جلن ہوتی ہے جو ہر وقت اس کو کباب کرتی رہتی ہے دنیا مین اس کا نظارہ موجود ہے مثلاً وہی نافرمان زانی۔ بدکار قسم قسم کے آرام جسمانی مین مبتلا ہوکر اندر ہی اندر کباب ہوتے ہین اور پھر نہ وہان جا سکتے ہین نہ نظر اٹھا کر دیکھ سکتے ہین اسی ہم و غم مین مصائب اور مشکلات پر قابو نہ پاکر آخر خودکشی کرکے ہلاک ہو جاتے ہین دنیا مین ہدایت کے منکرون اور ہادیون کے مخالفون نے کیا پھل پایا۔
دیکھو ہمارے سید و مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر جنہون نے اس ابدی راحت اور خوشی کی راہ سے انکار کیا کیا حال ہوا؟ وہ عمائد مکہ جو ابو جہل۔ عتبہ۔ شیبہ وغیرہ تھے اور مقابلہ کرتے تھے وہ فاتح نہ کہلا سکے کہ وہ اپنے مفتوحہ بلاد کو دیکھتے اور دل خوش کر سکتے؟ ہرگز نہیں ان کے دیکھتے ہی دیکھتے انکی عزت گئی۔ آبرو نہ رہی۔ مذہب گیا۔ اولاد ہاتھ سے گئی غرض کچھ بھی نہ رہا۔
ان باتون کو دیکھتے اور اندر ہی اندر کباب ہوتے تھے۔ اور اسی جلن مین چلدئے۔ یہ حال ہوتا ہے منکر کا۔
جب وہ خدا تعالی کی کسی نعمت کا انکار کرتا ہے تو برے نتائج کو پالیتا ہے اور عمدہ نتائج اور آرام کے اسباب سے محروم ہو جاتا ہے۔
- باقی آیندہ انشاء اللہ تعالی۔

+ نوٹ متعلق صفحہ ۴

انسان پر ہر زمانہ ایسا آتا ہے یا زیادہ وضاحت سے یون کہو کہ ہر ادنی سے ادنی حصہ وقت جو اس پر آتا ہے اس مین انسان پر ایک نیا وقت اور نئی حالت آتی ہے جو پہلے نہ تھی کچھ ذرات اور اشیاء اس مین بڑھتی جاتے ہین اور کچھ اپنی ہستی کا زمانہ پورا کرکے نکلتے رہتے ہین۔ غرض اس آیت پر ایک گہری اور دور بین نگاہ کرنے سے وہ مسئلہ طبیعات کا ثابت ہوتا ہے کہ ہر آن مین یا آن کے بھی ادنی ترین حصہ مین (کیونکہ حین کا لفظ عام ہے اور وہ زمانہ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حصہ پر بولا جا سکتا ہے) ایک نیا جسم انسان اور تمام اشیاء کا ہو رہا ہے جو نادان کہتے ہین ہستی سے نیستی نہین ہوتی وہ اس مسئلہ مسلمہ پر غور کرین یہ ہمارا وجود بایں ہیئت و حالت جواب موجود ہے ہمارے وجود مین آنے سے پیشتر کہان تھا بلکہ ہر آن مین جب نیا ہوتا ہے تو کہان سے آتا ہے غرضکہ قرآن کریم کا یہ فلسفہ کیسا سچا اور ثابت شدہ صداقت ہے ہر آن مین انسان اپنی حالت پر غور کرسکتا ہے اور ہر آن ایک نئی بات اس مین پاتا ہے پس اگر غور کرے تو خدا تعالی کے انعامات و احسانات کا کچھ بھی شمار اور اندازہ نہین کرسکتا۔
کیا ہی مبارک ہین وہ لوگ جو اپنے وجود کا مطالعہ کرتے ہین اور ان انعامات الٰہیہ کو دیکھکر اس کی محبت مین سرشار ہوتے ہین۔ (ایڈیٹر)

+ نوٹ متعلق صفحہ ۵

چونکہ ہدایت کے معنے طبعی قوتون کا نشو و نما بھی ہے اس لئے یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ ان قوئ بصر۔ سمع۔ وغیرہ مین جو خواص طبعیہ ہین وہ بھی اللہ تعالے نے ہی پیدا کئے ہین اور ہر ایک ان مین سے ....اپنے اس کام مین لگ رہی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوئی ہے اگر ان سے انسان کام نہ لے جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہین تو اس کو ان نتائج بد کا منہ دیکھنا ہوگا جو اس سے اگلی آیت مین درج ہین۔
پس ضروری ہے کہ ان قوی کی قدر اور شکر کیا جاوے جو صرف ان کو برمحل خرچ کرنا ہے۔ (ایڈیٹر)

اقتباس از مکتوب

مفتی محمد صادق صاحب

آج چودھوین صدی کے سر پر اللہ تعالے کا رسول اس کی طرف سے خلقت کے لئے رحمت اور برکت ہے۔ خدا کی رحمت وسیع ہے اور اس کے ہان بخل نہین اور نہ اس کا

جو ہمارے درمیان موجود ہے بخیل ہے ہر کسی کے اپنے ہی عمل خراب ہون تو وہ اپنے آپ کے سوا اور کسی پر ناراض نہ ہو۔

میرے آقا مین جانتا ہون کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ (معبود محبوب مطلوب مطاع) نہین۔ اس کو راضی کرنیکا دروازہ محمد رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس کے سوا کوئی راہ نہین جو خدا تک جاوے۔ اللہ تعالےٰ کے اس پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے واسطے آج کل سوائے آپ کے کوئی ذریعہ نہین ہر ہان جو اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم مین اوندھا گرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ نہین۔ (صادق)

حیدر آباد کی انجمن اتحاد اسلامی

(۱) جو حضرت اقدس کے متبعین کی مجلس ہے نہایت سرگرمی سے اپنا کام کر رہی ہے جیسا کہ اس کے ہفتہ وار جلسون کی رویدادون سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس جو لنڈن تشریف لے گئے تھے ... بمبئی پہنچے۔ انکا ارادہ سیدھے دارالامان آنے کا تھا مگر انکو عمزاد بھائی کی خبر وفات نے پہلے ان کو گجرات جانے پر بحکم حضرت اقدس مجبور کیا ہے غالباً شیخ صاحب جلسۃ الوداع پر تشریف لا مین گے۔

(۳) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کچھ دنون کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے امید کی جاتی ہے کہ جلسہ پر تشریف لا وینگے

(۴) اتفاق حسنہ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب افریقہ سے تشریف لائے اور مع الخیر واپس رخصت ہوئے ڈاکٹر صاحب کے چہرہ سے رشد وسعادت کے آثار نمایان ہین افریقہ مین ڈاکٹر صاحب کے ذاتی نمونہ سے بہت لوگون نے فائدہ اٹھایا خدا تعالےٰ ڈاکٹر صاحب کا سا خلوص۔ محبت۔ استقلال سب کو عطا کرے

(۵) حضرت اقدس نے الہامی پیشگوئی کے متعلق نیا اشتہار شائع فرمایا ہے اگلے آنکو مین درج کیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ

فائدہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شایع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی وخارجی علاج) جو دہ قسم کی ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ علاج داخلی ۱۰

(۲) دوائی بواسیر خونی وبادی کے لئے اکسیر ہے ۱۰

(۳) دافع جریان ہر قسم للعہ

(۴) علاج آتشک ۔۔۔

(۵) دوائی سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم ۱۰

(۶) خضاب سالانہ جو نیل کیطرح لگایا جاتا ہے ۲

(۷) دوائی مصفی خون ۔۔۔

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت معززہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوائی سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاویگی۔

تمام درخواستین بنام حکیم محمد امین خادم مسیح موعود بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئین۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم ۔۔۔

اشتہار

میلہ مال مویشی واسپان دیوالی ۲۸ر اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہو کر ۶- نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر مین قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا۔ اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑون کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہین ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم دوم۔ سوم۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا۔ اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاوے گا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی مین جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ مین مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس بطور رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔ (دستخط)

المشتہر

مسٹر۔ جے۔ جی۔ ایسب صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی

امرتسر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی دن میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ خالص ممیرانی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہی بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... ۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون پر جو روڑے والے نکلے ہوے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پر سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ونشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے درد دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری اسسٹنٹ سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو نقد ۵۰۰۰ روپیہ انعام دیا جاوے گا ... مشتہر ایک ... کی مطلب کے لئے ...

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین ... طبع ہو کر شائع ہوا